Al-Āfāq, Vol.: 01, Issue: 01, Jun-2021
PP: 9-18

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

خصائص نبویﷺ کی تعبیر و تشریح: خصائص ذاتی کے حوالے سے سید سلیمان ندویؒ کی سیرت النبیﷺ کا مطالعہ

Interpretation of the characteristics of the Prophet: A study of the biography of Syed Suleman Nadvi with reference to personal characteristics

Saeeda Iqbal
Visiting Lecturer, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Asifa Munir
Lecturer, Meer Chakar Rind University of Technology,
Dera Ghazi Khan, Pakistan.

ABSTRACT

This paper examines the character of the Prophet (PBUH) and the traits that made him worthy of carrying the mantle of the final message from God. He possesses innumerable qualities in his personality and attributes which are present in almost every book of hadith and biography in a disciplined or scattered manner. There are many characteristics of the Holy Prophet that are specific to Him including religious, financial, and moral/ ethical obligations that either cannot be found in ordinary people or reserved for Him only for example. He also has personal attributes like justice, honesty, integrity, respect, humanity that are unique and are very important to a society. The research explains the unique characteristics of the Holy Prophet and concludes that there are patterns for everyone and as a believer He (PBUH) must be followed in his practical life.

Keywords: *Personal characteristics, Holy Prophet, Interpretation, Biography, Traits.*

تعارف:

خصائص کے معنی ہیں خصوصیت ، خاص بات، خاص خوبی، ذاتی تعلق جمع خصوصیات۔[1]خصائص نبویﷺ سے مراد یہ ہے کہ آنخضرتﷺ کی وہ خصوصیات جن کی وجہ سے آپﷺ انبیاء اور غیر انبیاء سمیت تمام انسانوں سے ممتاز ہیں۔ نیز وہ خصوصیات بھی ہیں جو آپﷺ کو دوسرے تمام انبیاء سے ممتاز کرتی ہیں یا وہ خصوصیات بھی ہیں جن کی وجہ سے آپﷺ کی امت تمام دوسرے انبیاء وغیرہ سے ممتاز ہے نیز وہ خصوصیات جن میں آنخضرتﷺ کی امت دوسرے نبیوں کے ساتھ شریک ہے۔[2]

خصائص نبوی ﷺ کے بارے میں سید سلیمان ندویؒ بھی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ وہ خصائص جو دیگر انبیاء کے مقابلے میں جس قدر خصائص آپ ﷺ کو عطا ہوئے ہیں وہ معتدد معتبر حدیثوں میں مختلف تعدادوں میں نام خود زبان اقدس سے ادا ہوئے ہیں۔[3]

خصوصیات کی قسمیں:

واضح ہے کہ رسول اللہ کو دوسرے تمام لوگوں کے مقابلے میں جو خصوصیات حاصل ہیں۔ وہ دو طرح کی ہیں یا تو وہ خصوصیت ایسی ہو گی کہ اس چیز کا واجب ہونا صرف آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہو گا۔ دوسرے لوگ اس کی فرضیت سے بری ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دوسروں کے مقابلے میں آنخضرت ﷺ کو یہ صبر و ثبات اور طاقت حاصل ہے۔ کہ آپ ﷺ اس فرض کو ادا کر سکیں دوسرے لوگوں کی قوت سے یہ بات باہر ہے۔ دوسرے اس لئے بھی وہ خصوصیت آپ ﷺ کے لئے فرض کے درجہ میں رکھی گئی کہ فرض کا ثواب اکثر نفل کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طرح آنخضرت ﷺ کو اس فرض کی ادائیگی کے نتیجے میں زیادہ ثواب دینا مقصود تھا۔ مثلاً وقت سے پہلے پاک ہو جانا یا وضو کر لینا سنت ہے اور وقت شروع ہونے کے بعد واجب ہے۔ لیکن پہلی صورت زیادہ افضل اور زیادہ قابل ثواب ہے۔ اسی طرح سلام میں ابتداء کرنا سنت ہے۔ اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ لیکن پہلی صورت زیادہ افضل ہے۔[4]

دوسری قسم ان خصوصیات کی ہے۔ جو صرف آنخضرت ﷺ پر ہی حرام قرار دی گئیں۔ دوسرے لوگ اس کی حرمت سے بری ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا۔ کہ آنخضرت ﷺ ان چیزوں کو چھوڑنے میں زیادہ صبر و ثبات اور طاقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس کو چھوڑنے میں جو زیادہ فضیلت ہے۔ وہ آنخضرت ﷺ کو حاصل ہو گی یا وہ خصوصیات جو کہ آنخضرت کی سہولت کی خاطر صرف آپ ﷺ کے لئے کچھ چیزیں جائز قرار دی گئیں۔ بعض اوصاف سے صرف آپ ﷺ کو زینت بخشی گئی۔ تاکہ ان کے ذریعہ آپ ﷺ کے شرف اور مرتبہ میں مزید اضافہ ہو۔[5]

خصائص کی اقسام

خصائص کی چار اقسام ہیں اس طرح آپ ﷺ کی خصوصیات چار قسم کی ہو گئیں پہلی قسم میں وہ چیزیں ہیں جو صرف آپ ﷺ پر واجب تھیں کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ آپ ﷺ ہی میں اس وجوب کے تحمل اور برداشت کی طاقت ہے۔ جو کہ دوسروں میں نہیں ہے نیز یہ کہ واجب اور فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کو زیادہ ثواب دینا بھی مقصود تھا۔ دوسری قسم میں وہ چیزیں ہیں ۔ جو صرف آپ ﷺ پر حرام کی گئیں۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی اس حرمت کا تحمل کر سکتے تھے اور ان کو چھوڑنے سے آپ ﷺ کے فضائل بڑھتے تھے اور تیسری قسم میں وہ چیزیں ہیں۔ جو آنخضرت ﷺ کی سہولت کی خاطر صرف آپ ﷺ کے لئے جائز رکھی گئیں اور چوتھی قسم میں وہ اوصاف ہیں۔ جو آپ ﷺ کے فضل و شرف میں اضافہ کے لئے صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص کئے گئے۔[6]

پہلی قسم: مخصوص فرائض:

چنانچہ پہلی قسم میں چاشت کی نماز ہے کہ یہ نماز صرف آنخضرت ﷺ پر ہی فرض کی گئی تھی۔ یعنی اس کی جو کم سے کم مقدار ہے وہی

فرض کی گئی اور وہ مقدار دو رکعتیں ہیں اسی طرح نماز فجر کی دو سنتیں ہیں اور تین رکعات وتر ہیں۔ کہ یہ نمازیں صرف آپ ﷺ کے لئے فرض کے درجہ میں تھیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین نمازیں ایسی ہیں۔ جو میرے اور فرض میں تمہارے لئے تطوع یعنی سنت کے درجہ کی ہیں۔ نماز وتر دو رکعات فجر یعنی سنت فجر اور دو رکعات نماز چاشت واضح رہے کہ کتاب امتاع میں ہے کہ یہ حدیث اپنے راویوں کے ہر سلسلے کے لحاظ سے ضعیف اور کمزور ہے۔ اسی طرح عقیقہ ہے نیز آنحضرت ﷺ پر واجب تھا کہ آپ ﷺ پوری فرض نماز اس طرح ادا کریں کہ اس کے دوران کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

اس طرح آپ ﷺ پر واجب تھا کہ آپ ﷺ ہر دن اور رات میں یعنی چوبیس گھنٹے میں پچاس نمازیں پڑھیں، یہ اس تعداد کے مطابق نمازیں ہیں جن کا شب معراج میں حکم ہوا تھا۔ اس طرح دین اور دنیا کے اجتہادی معاملات میں سمجھ دار اور باشعور لوگوں سے مشورہ کرنا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کبھی کسی کو اپنے ساتھیوں سے اتنا مشورہ کرنے والا نہیں پایا جتنا رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے معاملات میں مشورہ فرماتے تھے۔[7] حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ(8)

"اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کریں"۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا رسول اگرچہ مشورہ سے غنی اور بے نیاز ہیں مگر اللہ نے میری امت پر اپنی رحمت و شفقت کی وجہ سے یہ حکم فرمایا ہے کیونکہ جو لوگ مشورہ کرتے رہا کریں گے وہ کبھی سیدھی راہ سے نہیں بھٹکیں گے اور جو لوگ مشورہ کرنا چھوڑ دیں گے وہ گمراہی سے محفوظ نہیں ہوں گے ایک قول ہے کہ مشورہ ندامت اور دشمن کے حملے سے بچاؤ کا قلعہ ہے۔ جتنا بھی ہو سکے زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا کہ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص ناداری کی وجہ سے قرض دار ہو کر مر جاتا تو آپ ﷺ اس کا قرض ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر ناداری کی وجہ سے جنایات یعنی چھوٹے موٹے جرائم اور کفارات باقی ہوتے تو وہ بھی آپ ﷺ ادا فرما دیتے تھے۔[9]

دوسری قسم: صدقات

دوسری قسم یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ کوئی چیز صرف آنحضرت ﷺ کے لئے حرام کی گئی ہو۔ کیونکہ حق اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ کو اس سے بچنے کی زیادہ طاقت اور برداشت حاصل ہے۔ نیز اس سے روکنے اور صبر و برداشت کرانے سے آپ ﷺ کے درجات کو بلند کرنا بھی مقصود تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے صدقات کا مال کھانے کی حرمت اور مذمت ہے چاہے وہ صدقہ واجبہ یعنی زکوۃ ہو اور چاہے مستحب و نفلی صدقہ ہو۔ اسی طرح کفارہ اور منت کا مال کھانے کی ممانعت ہے۔ نیز وقف کا مال استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ہاں اگر وہ وقف عمومی قسم کا ہو تو اس کا استعمال آپ ﷺ کے لئے جائز ہے جیسے وہ کنویں جو عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیئے گئے ہوں آنحضرت ﷺ کی اس خصوصیت میں صدقات واجبہ کی حد تک آپ ﷺ کی اولاد بھی شریک ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے بھی زکوۃ کا مال کھانا جائز نہیں ہے۔ لیکن نفلی صدقات کی حد تک آپ ﷺ کی اولاد کا معاملہ آپ ﷺ کی اولاد سے مختلف ہے۔

یعنی آپ ﷺ کے لئے تو نفلی صدقات کا استعمال بھی حرام ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی اولاد کے لئے جائز ہے۔اس طرح عمومی طور پر ان کا معاملہ اور آنحضرت ﷺ کا معاملہ یکساں ہے۔ لیکن خصوصی طور پر علیحدہ اور مختلف ہے۔ جہاں تک ان کے لئے صدقات واجبہ کی ممانعت کا تعلق ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ثابت اور متعین ہے کہ صدقات کا مال آنحضرت ﷺ کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ لوگوں کا میل کچیل ہوتا ہے جب تک ایک مرتبہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انہیں صدقات وصول کرنے کا ذمہ دار بنا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں آپ کو لوگوں کے گناہوں کا دھوون وصول کرنے کا ذمہ دار نہیں بنا سکتا"۔اسی طرح ایک مرتبہ حضرت حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔آپ ﷺ نے فوراً ان سے فرمایا۔ ہاں ہاں اسے پھینک دو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقات کا مال نہیں کھاتے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔کہ آل محمد صدقات کا مال نہیں کھاتے۔[10]

دوسرے انبیاء اور صدقات:

اس خصوصیت میں سلف صالحین اور قدیم علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا دوسرے انبیاء کرام بھی اس بارے میں آنحضرت ﷺ ہی کی طرح تھے۔ یا نہیں۔ کیونکہ صدقات کا مال ان کے لئے حرام رہا ہو۔ حضرت شیخ حسن کا مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء بھی اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرح ہی تھے۔مگر حضرت سفیان ابن عینیہ کا قول یہ ہے کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی خصوصیت تھی جو دوسرے انبیاء اس بارے میں شریک نہیں ہیں۔[11]

اس طرح آنحضرت ﷺ کی خصوصیت میں آپ ﷺ کے لئے اس بات کی حرمت اور ممانعت ہے کہ آپ ﷺ اس نیت سے کوئی چیز کسی کو دیں کہ اس کے بدلے میں اس سے زیادہ حاصل کر لیں۔اسی طرح آپ ﷺ کے لئے اس کی بھی ممانعت ہے کہ آپ ﷺ لکھنا سیکھیں یا شعر گوئی کا فن سیکھیں نیز دوسروں کے شعر سننا بھی آپ ﷺ کے لئے حرام تھا۔ ہاں کسی موقعہ پر کسی شاعر کے شعر کی مثال دینا اس ممانعت میں داخل نہیں تھا۔ نیز یہ بھی خصوصی طور پر آپ ﷺ کے لئے جائز نہیں تھا۔ کہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے کوئی جنگ لڑنے کے لئے جنگی لباس پہن لیں اور اس کے بعد بغیر جنگ کئے اسے اتار دیں بلکہ آپ ﷺ اس کے بعد اسی وقت یہ لباس اتار سکتے تھے۔جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ فرمادے اس آخری خصوصیت میں یعنی جنگی لباس کے معاملے میں دوسرے نبی بھی آپ ﷺ ہی کی طرح تھے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے لئے آنکھ کی خیانت اور چوری حرام تھی یعنی آپ آنکھ سے کسی کو جائز طور پر قتل کرنے یا مارنے کا اشارہ فرمائیں۔ جبکہ آپ ﷺ کے ظاہری انداز سے یہ ادارہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔اسی طرح آپ ﷺ کے لئے کسی عورت کو اس کی مرضی کے خلاف اپنے نکاح یا اپنی ملکیت میں روکنا جائز نہیں تھا۔ نیز کسی اہل کتاب عورت یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح جائز نہیں تھا۔ ایک قول کے مطابق اہل کتاب عورت کو اپنی باندی بنانا بھی جائز نہیں تھا۔اس لئے مسلمان باندی سے نکاح کرنا بھی آپ ﷺ کے لئے جائز تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کے لئے زنا بدکاری کا اندیشہ نہیں تھا۔ تیسری قسم یہ بیان کی گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو سہولت دین کے لئے کوئی چیز خاص طور پر آپ ﷺ کے لئے جائز کی گئی ہو۔جب کہ باقی امت کے لئے وہ ناجائز ہو۔ کیونکہ روزہ کی حالت میں

شہوت کے ساتھ بیوی کا بوسہ لینا اس تیسری قسم میں شامل ہے۔ جو آپ ﷺ کے لئے جائز تھا۔ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں حضرت عائشہؓ کا بوسہ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح تنہائی میں اجنبی عورت کے پاس بیٹھنا بھی صرف آپ ﷺ کے لئے جائز تھا۔ کیونکہ اس صورت میں فتنہ کا خدشہ نہیں تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو اگر کسی عورت کی طرف رغبت ہو جو شوہر والی نہ ہو تو آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ آپ ﷺ لفظ نکاح یا ہبہ کا ذکر کئے بغیر اور بغیر گواہوں اور اس کے ولی کے اس عورت کے ساتھ ہم بستری کر لی۔ یعنی ایسی صورت میں عورت لفظ نکاح کے بغیر آپ ﷺ کی بیوی ہو جائے گی جیسا کہ حضرت زینبؓ بنت جحش کے معاملے میں ہوا۔ نیز عورت کی مرضی معلوم کئے بغیر بھی آپ ﷺ کے لئے ایسا کرنا جائز تھا۔[12]

تو وہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیات تھیں اور وہ خصوصیات بلا شرکت غیرے صرف آپ ﷺ کا امتیاز تھیں اور صرف آپ ﷺ ہی کے لئے جائز تھیں۔ لیکن اس تیسری قسم میں کچھ خصوصیات وہ بھی ہیں جو آنحضرت ﷺ کی بھی خصوصیات تھیں اور دوسرے نبیوں کی بھی خصوصیات رہی ہیں۔ یعنی ان خصوصیات میں دوسرے نبی بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کے لئے جائز تھا کہ اگر آپ ﷺ بغیر ٹیک لگائے ہوئے بھی گہری نیند سو جائیں تو آپ ﷺ کا وضو برقرار رہتا تھا۔ یعنی اس نیند میں جس میں آپ ﷺ کی آنکھیں اور آپ ﷺ کا دل دونوں سوتے تھے۔ یہ بات اس قول کی بنیاد پر ہے کہ جس کے مطابق آنحضرت کی نیند دو قسم کی تھیں کیونکہ اب یوں کہنا چاہیے آنحضرت ﷺ کا جو یہ اشارہ ہے۔ کہ "ہم گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں تو ہمارے دل نہیں سوتے"۔ کیونکہ یہ بات قرین قیاس نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نیندیں دو قسم ہوں اور باقی تمام انبیاء کی نیند ایک ہی قسم کی ہو۔[13]

چوتھی قسم: فضائل خصوصی

آنحضرت ﷺ کی خصوصیات کی چوتھی قسم یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ آپ ﷺ کے فضل و شرف میں اضافہ کے لئے وہ جو صرف آپ ﷺ کے لئے خاص کئے گئے تھے۔ چنانچہ اسی چوتھی قسم کے تحت آپ ﷺ کا ایک یہ وصف اور فضیلت ہے کہ یوم الست میں سب سے پہلے جس ذات سے عہد لیا گیا وہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اور اس مجمع مخلوقات میں وہ آپ ﷺ ہی ہیں جس نے حق تعالیٰ کے سامنے اقرار بندگی کرتے ہوئے سب سے پہلے بلیٰ یعنی ہاں بے شک کہا۔[14]

اسی طرح ایک فضیلت و شرف یہ ہے کہ صرف آپ ﷺ ہی کو کلمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دے کر نوازا گیا۔ مگر اس بات میں شبہ ہے کہ یہ قول دو میں سے ایک رائے کے لحاظ سے ہے اور یہ کہ دوسری رائے زیادہ صحیح ہے کہ یہ آیت تنہا آنحضرت ﷺ کو ہی نہیں عطا فرمائی گئی۔ بلکہ آپ ﷺ سے پہلے بھی نازل ہو چکی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ نمل سے واضح ہے کہ جس میں سلیمانؑ اور ملکہ سبا کے واقعہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ذکر آیا ہے۔

ادھر ایک مرفوع حدیث بھی ہے۔ کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل فرمائی گئی ہے۔ جو سلیمانؑ کے بعد میرے سوا کسی پر نازل نہیں کی گئی۔ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہر کتاب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوئی ہے یہاں یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سب کتابوں کے تحت انجیل بھی آتی ہے جو حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ پر نازل شدہ کتاب ہے اور حضرت عیسیٰ حضرت سلیمانؑ کے بعد ہوئے ہیں۔[15]

مخصوص آیات سے نوازش خداوندی:

اسی طرح یہ بھی آپ ﷺ ہی کی فضیلت و شرف ہے کہ سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کا آخری حصہ یعنی امن الرسول سے ختم سورت تک اور آیتہ الکرسی جیسی آیات صرف آپ ﷺ کو عطا فرمائی گئیں یہ آیات عرش کے نیچے کے خزانے سے دی گئیں یہی حال سورۃ فاتحہ اور سورۃ کوثر کا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ چار سورتیں ایسی ہیں جو عرش کے نیچے کے خزانے سے اتاری گئیں اور ان کے سوا کوئی سورت وہاں سے نہیں دی گئی۔ وہ ام الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور سورۃ الکوثر ہیں۔

ملکوت اعلیٰ میں اسم گرامی کا ورد:

ایسے ہی اس خصوصیت میں آپ ﷺ کا ایک امتیاز یہ ہے کہ ملائکہ و فرشتے ہر گھڑی آپ ﷺ کے اسم گرامی کا ورد کرتے ہیں۔ نیز عہد آدم اور ملکوت اعلیٰ میں اذان میں آنخضرت ﷺ کے نام نامی و اسم گرامی کا ذکر بھی آپ ﷺ کے عظیم اوصاف میں سے ایک ہے۔

انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان کا عہد:

اسی طرح آنخضرت ﷺ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر آخر تک تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ اگر ان میں سے کوئی بھی آنخضرت ﷺ کا زمانہ پائے تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ اور آپ ﷺ کی مدد و نصرت کرے۔ نیز یہ کہ اگر وہ آنخضرت ﷺ کا زمانہ نہ پائیں تو اپنی امتوں سے یہی عہد لیں۔

حشر میں آنخضرت ﷺ کی سواری:

اسی طرح یہ بھی آپ ﷺ کا شرف ہے کہ حشر میں آپ ﷺ .براق پر سوار ہو کر آئیں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے پیچھے تمام انبیاءؑ سواریوں پر ہوں گے۔ حضرت صالح اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جو معجزہ کے طور پر ان کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کے دونوں صاحبزادے آنخضرت ﷺ کی دو مخصوص اونٹنیوں عصباء اور قصوی پر سوار ہوں گے۔ اور حضرت بلالؓ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اسی طرح ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ روزانہ آپ کی قبر مبارک پر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ جو اپنے پر مار کر آپ ﷺ کی قبر مبارک کو صاف کرتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے لئے استغفار کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام کو واپس اوپر چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے آجاتے ہیں۔ جو صبح تک رہتے ہیں۔ جو ایک دفعہ آچکے ہیں وہ قیامت تک دوبارہ نہیں آئیں گے۔[16]

خصائص محمدی:

سید سلیمان ندوی خصائص کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

جو کسی کی ذات کے ساتھ خاص ہوں اللہ تعالیٰ نے آنخضور ﷺ کو بہت سی خصوصیات دیں جو اوروں میں نہیں تھیں خصائص محمدی ﷺ دو قسم کے ہیں:

ا۔ وہ جو صرف آپ ﷺ کی ذات کے لئے تھے۔ اور آپ کی امت میں سے کسی اور کے لئے نہ تھے۔

۲۔ وہ جو صرف آپ ﷺ کو عطا ہوئے اور دوسرے انبیاؑ کو مرحمت نہیں ہوئے۔

غرض کہ پہلی خصوصیتیں امت کے مقابلہ میں اور دوسری انبیاء کے مقابلے میں تھیں۔ ہم پہلے کا نام ''خصائص ذاتی'' اور دوسرے کا نام ''خصائص نبوی'' رکھا ہے۔

ارباب سیر نے ان خصائص کی توسیع اور کثرت کو آنحضرت ﷺ کی فضیلت کا بڑا معیار قرار دیا ہے کہ اس سے بارگاہ الٰہی میں آپ ﷺ کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے معمولی معمولی سی باتوں کو خصوصیت میں شمار کرکے خصائص نبوی ﷺ کا ایک انبار لگا دیا ہے۔ مثلاً حافظ ابو سعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں آپ ﷺ کے خصائص کی تعداد ساٹھ لکھی ہے۔ حافظ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس پر سینکڑوں کا اور اضافہ کیا ہے۔ حالانکہ ان میں اکثر کا ماخذ ''تاویل بعید'' نکتہ آفرینی اور ضعیف روایتیں ہیں۔

بعض ایسی باتیں بھی خصائص میں شمار کر لی گئی ہیں جو گو عام افراد امت کے لئے نہیں، لیکن امراء اور خلفائے اسلام کا ان سے انصاف یا تعلق جائز ہے۔ محدثین نے خصائص ذاتی کو یہ وسعت دی ہے کہ انہوں نے یہ اصول بنالیا ہے کہ حدیث قولی اور عملی میں اگر تصادم ہو تو حدیث قولی کو حدیث عملی پر ترجیح ہوگی۔ یعنی اگر ایک امر آنحضرت ﷺ کے قول سے ثابت ہے۔ اور اس کے مخالف دوسرا امر آپ ﷺ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو عام اُمت کو آپ ﷺ کے ذاتی عمل کی تقلید کے مقابلے میں آپ ﷺ کے قول کی تعمیل کرنی چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عمل محض آپ ﷺ کے لئے مخصوص اور آپ ﷺ کے خصائص ذاتی میں ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ انبیاءؑ دنیا میں اپنی امت کے لئے نمونہ اور عملی مثال ہی بن کر آتے ہیں۔

خصوصاً حضرت مقتدائے اعظم ﷺ کو ان کے متعلق فرمان الٰہی نے اعلان کر دیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[17]

''اور تمہارے لئے (اے مسلمانو) رسول اللہ میں بہترین اقتدا ہے''۔

تو جب آپ ﷺ مقتدائے عالم اور امام اعظم بن کر آئے اور تمام لوگوں کو آپ ﷺ کی تقلید اور پیروی کا حکم دیا گیا تو ایسی حالت میں آپ ﷺ کا ہر فعل ہمارے لئے قابل تقلید اور لائق پیروی ہے بے شک بعض امور ایسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جو بحیثیت پیغمبر آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوں، لیکن ضرورت ہے۔ کہ دفع التباس اور رفع شک کے لئے ان تمام مخصوص امور کے متعلق ساتھ ساتھ یہ اعلان عام بھی کر دیا جائے کہ یہ مخصوصات نبوی ﷺ ہیں۔ اور یہ عام امت کے لئے نہیں ہیں۔

اس بنا پر اس کے تسلیم کر لینے سے چارہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے جس قدر خصائص زاتی تھے، شریعت نے ان کو برملا واضح کر دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ یہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اس لئے جن امور کے متعلق یہ تصریح موجود نہیں کہ یہ مخصوصات نبوی میں ہیں۔ ان کو ہرگز خصائص کے باب میں جگہ نہیں دی جاسکتی اور اس طرح یہ معلوم ہوگا۔ کہ آنحضرت ﷺ کے جو خصائص ذاتی ہیں وہ چند محدود امور ہیں۔ اور کتاب وسنت نے ان کا مخصوص ہونا عالم آشکارا کر دیا ہے۔[18]

نتائج:

- رسول اکرم ﷺ کے خصائص نبوی ﷺ ایک بہترین جامع اور کامل نمونہ ہے۔ ایسا نمونہ جس کے لیے زمان و مکان کی کوئی قید نہیں اور اس کو دونوں مصنفین سید سلیمان ندویؒ اور قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے قرآن کی جامع اور کامل آیات کے ذریعے بڑے عرق ریزی سے پیش کیا ہے۔
- جس طرح قرآن مجید آپ ﷺ کی خصائص نبوی ﷺ کو مدلل و محققانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔ کوئی بھی مصنف یا محقق وہ انداز اختیار نہیں کر سکتا اس کے نتیجے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیرت نگاری کے لیے قرآن حکیم ہی بہترین بنیاد ہے۔
- خصائص نبوی ﷺ کو قرآنی آیات کے ذریعے بہت مختلف انداز میں پیش کرنا دونوں مصنفین کی ایک منفرد علمی کاوش ہے۔
- قرآن مجید رسول اکرم ﷺ کے خصائص نبوی ﷺ کا اولین بنیادی ماخذ ہے۔ اور اسی ماخذ کی روشنی میں ہی سیرت کو صحیح طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔
- خصائص نبوی ﷺ کے تحقیقی مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لیے سیرت کے بنیادی ماخذات مثلاً قرآن مجید، کتب حدیث جیسے صحاح ستہ اور اولین کتب تاریخ وغیرہ پر اعتبار کرنا ہی فائدہ مند ثابت ہوگا۔
- چونکہ سیرت رسول قرآن مجید کی عملی تشریح ہے لہٰذا قرآن کو سمجھنے کے لیے دونوں سیرت نگاروں کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

سفارشات:

- مذکورہ سیرت کی جدید بنیادوں پر مزید آسان اور سادہ زبان میں طباعت کرائی جائے اور مروجہ تحقیقی طریقہ کار کے مطابق اس کا نیا تخریج شدہ ایڈیشن چھپوایا جائے۔
- خصائص نبوی ﷺ کی خصوصیات کو عام لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ ہر کوئی اس سے استفادہ کر سکے۔
- خصائص نبوی ﷺ کا مطالعہ نوجوان نسل خصوصاً علوم اسلامیہ کے طلبہ وطالبات اور محققین کے لیے بے حد فائدہ مند ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مضمون بی۔ ایس۔ ایم اے اور ایم فل کی سطح پر پڑھایا جانا چاہیے۔
- قومی سیرت کانفرنس کے تحت خصائص نبوی ﷺ کو تمام اداروں خاص طور پر یونیورسٹی کی سطح پر قرآنی سیرت نگاری کے عنوان سے سیمینار اور ورکشاپ کا انعقاد کرایا جائے۔
- ربیع الاول کے مہینے میں اس خصائص نبوی ﷺ موضوع کے پمفلٹ بنوا کر گھر گھر پہنائے جائیں تاکہ عوام میں اسوہ حسنہ کا صحیح شعور بیدار ہو سکے۔
- ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضور ﷺ کی سیرت اور احادیث میں غور و فکر کرے۔

- خصائص نبوی ﷺ کی تعلیمات کا مفہوم صحیح واضح کیا جائے۔ اور آپ ﷺ کے خصائص نبوی ﷺ کی تعلیمات کو ہر سطح کے نصاب میں شامل کرنا چاہیئے۔

@ 2021 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حواشی

[1] فیروزاللغات اردو، مرتبہ الحاج فیروزالدین، فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۵ء، ص ۶۲۵

[2] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان، ص ۴۹

[3] ندوی، سید سلیمان، سیرت النبی ﷺ، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۷۶ء

[4] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۴۹

[5] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۰

[6] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۲

[7] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۴

[8] القرآن، آل عمران، ۳:۱۵۹

[9] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۵

[10] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۶

[11] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۶

[12] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۷

[13] معاویہ، محمد ہارون، خصوصیات مصطفی ﷺ، ص ۵۸

[14] ہارون معاویہ، مولانام، خصوصیات مصطفیٰ، ص ۶۰

[15] ہارون معاویہ، مولانا، خصوصیات مصطفیٰ، ص ۶۲

[16] ہارون معاویہ، مولانا خصوصیات مصطفیٰ، ص ۶۳

[17] سورۃ احزاب: ۳۳:۲۱

[18] ندوی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، رارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۷۶، جلد سوم، ص ۴۶۴۔۴۶۵